بشیر احمد ڈار

عیسائی تصوّف

(۲)

کلیمنٹ

عیسائی صوفیانہ فکر کی تاریخ کی پہلی اہم شخصیت کلیمنٹ (CLEMENT) ہے جو پیدا تو ایتھنز میں ہوا لیکن عمر کا کافی حصہ اسکندریہ میں گذارا۔ وہ ۱۵۰ء میں پیدا ہوا اور ۲۱۶ء میں وفات پائی۔ اس نے عمر کا ابتدائی حصہ مشرکانہ ماحول میں بسر کیا اور ایک مرحلے پر جا کر اس نے عیسائیت قبول کی۔ اس کی تصنیفات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی فلسفہ اور تمام قدیم و جدید مذاہب سے پوری طرح آشنا تھا۔ اس کے زمانے میں جو باطنی مذاہب تھے ان میں داخل ہونے کے لیے کچھ خفیہ رسوم تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان اسرار و رموز سے پوری طرح واقف تھا جس سے بعض نے اندازہ کیا ہے کہ وہ شاید ان میں سے کسی کا ممبر بھی رہا ہو۔ بہرحال اس نے عیسائیت کی تعلیم کی صداقت ثابت کرنے کے لیے اپنے زمانے کے تمام علوم کی روشنی میں بہت شاندار خدمت سرانجام دی۔ اس نے عرفانی فرقے کی غیر عیسائی تعلیمات کی غلطیاں واضح طور پر پیش کر دیں اور لفظ "عرفان" کو جو اس وقت اس خاص فرقے کے لیے اصطلاحی طور پر استعمال ہوتا تھا ایک عام مفہوم میں تبدیل کر دیا اور اس طرح ایک عیسائی صوفی بھی عرفان کا اسی طرح حامل سمجھا جانے لگا جس طرح اس سے پہلے ان عرفانی فرقوں کے مفکرین تھے۔

کلیمنٹ کے ہاں خدا کا تصور بالکل سلبی ہے جس میں فلاطینوس اور دیگر فلاسفہ کا اثر زیادہ نمایاں ہے۔ اس کے خیال میں خدا کا وجود انسانوں کی عقل و حواس سے اس قدر ماوراء ہے کہ منطقی اصطلاحات کے ذریعہ اس کا احاطہ ممکن نہیں۔ خدا تک پہنچنے کے لیے وہ تین منزلیں بتاتا ہے۔ پہلی منزل نفسانی طہارت ہے جس میں انسان اپنے آپ کو ہوائے نفس اور رذیل جذبات سے آزاد کرا لیتا ہے اور گناہ کی آلودگیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد دوسری منزل ہے جس کو وہ منطقی تجزیہ کا نام دیتا

ہے۔ یہ ایک عقلی عمل ہے جس کی مدد سے انسان خدا کے تصور تک پہنچنے کے لیے مادی اور غیر مادی اشیا کے صفات کو یکے بعد دیگرے ذہن سے خارج کرتا چلا جاتا ہے۔" مادی اشیار سے ان کی صفات کو علاحدہ کر لو۔ گہرائی، چوڑائی اور لمبائی کے بُعد خارج کر دو۔ جو نقطہ رہ جائے وہ وحدت ہے جس میں مکان و حیز کی صفت موجود ہے۔ اگر اس کے بعد مکانیت کا تصور بھی ختم کر دیا جائے تو وحدت مطلقہ رہ جاتی ہے۔ اس طرح تمام جسمانی چیزوں کی صفات دور کر دینے والے غیر جسمانی اشیار کی صفات کو ذہن سے خارج کرنے کے بعد ہم اپنے آپ کو مسیح کی وسیع ذات میں جذب کر دیں اور اس کے بعد ہم تقوی کی مقدس وادی سے ہوتے ہوئے خلد (VOID) میں پہنچ جائیں۔ اگر ہم یہ سب منزلیں طے کر لیں تو ہم خدائے مطلق کا علم حاصل کر سکیں گے لیکن یہ علم سلبی ہوگا ثبوتی نہیں۔ ہم یہ نہیں جان سکیں گے کہ وہ کیا ہے، ہمیں صرف یہ معلوم ہوگا کہ وہ کیا نہیں۔ اگرچہ مقدس صحیفوں میں خدا کے ہاتھ، پاؤں، اس کے دائیں اور بائیں طرف عرش و کرسی وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ تصورات خدا کے ساتھ منسوب نہیں کیے جا سکتے۔"

خدا کی ذات ہر صفت اور ہر تصور سے ماورا ہے۔ اور اس لیے کوئی نام یا صفت اس کے ساتھ منسوب نہیں کی جا سکتی۔ اعمال کے سترھویں باب میں ایک جگہ پولوس رسول ایتھنز کے باشندوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے: " میں دیکھتا ہوں کہ تم ہر بات میں دیوتاؤں کو بڑے ماننے والے ہو۔ چنانچہ میں نے سیر کرتے اور تمہارے معبودوں پر غور کرتے وقت ایک ایسی قربانگاہ بھی پائی جس پر لکھا تھا کہ نامعلوم خدا کے لیے۔ پس جس کو تم بغیر معلوم کئے پوجتے ہو میں تم کو اسی کی خبر دیتا ہوں" (آیات ۲۲، ۲۳)۔ کلیمنٹ کا خدا درحقیقت اسی قسم کا نامعلوم خدا ہے۔ اس کو جاننے اور سمجھنے کے لیے عقل و حواس و وجدان کام نہیں آ سکتے۔ اس کو سمجھنے کا صرف ایک ذریعہ ہے اور وہ عنایت و توفیق خداوندی ہے جو کلمہ یعنی لوگوس کے واسطہ سے انسان کو مل سکتی ہے۔

لوگوس یا کلمہ کا تصور کلیمنٹ میں اگرچہ فیلو سے مستعار ہے لیکن کلیمنٹ کے ہاں فلسفیانہ سے زیادہ اس کا مذہبی اور اخلاقی پہلو زیر بحث آتا ہے۔ افلاطون کے ہاں کلمہ کا تصور تنزیہی ہے اور وہ اس کے لیے حقیقۃ الحقائق (IDEA OF IDEAS) کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ رواقیوں کے ہاں یہ تصور تشبیہی ہے یعنی یہ کلمہ اس کائنات میں جاری و ساری ہے۔ کلیمنٹ کے ہاں رواقی تصور زیادہ ہے۔ اس کے نزدیک خدا کا وجود اور اس کی ماہیت انسانی عقل و حواس سے ماورا ہے لیکن کلمہ کی

ماہیت کا ادراک ہماری قدرت میں ہے۔ کلمہ یا بیٹا حکمت، علم اور صداقت ہے۔ اس تصور کو کہ بیٹا باپ کو مکمل طور پر عالم امکان میں ظاہر کرتا ہے کلیمنٹ کئی طریقوں سے بیان کرتا ہے۔ بیٹا باپ کے جلال کی مُہر ہے اور اس کے متعلق حقیقی علم ہم تک پہنچاتا ہے۔ کلمہ خدا کا عکس، اس کا ستر اور اس کا چہرہ ہے۔ وہ وہ نور ہے جس کی روشنی میں ہم خدا کو دیکھ پاتے ہیں۔ وہ خدا کی فطرت کو ہم پر منکشف کرتا ہے اور اس کا نقش ثانی ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بیٹے کو "حکمت" کا نام دینا اس چیز کی غمازی کرتا ہے کہ کلیمنٹ نے اس تصور کو یہودی حکمتی ادب سے لیا ہے۔ "حکمتِ سلیمان" جس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اسکندریہ ہی میں لکھی گئی تھی اور اس میں اسرائیلی تصورات اور یونانی فکر کی آمیزش پوری طرح نظر آتی ہے۔ لیکن اس کتاب میں حکمت کا تصور اس کائنات میں جاری و ساری روحانی قوت کے لیے مستعمل ہوا ہے۔ لیکن کلیمنٹ کے نزدیک یہ حیثیت "حکمت" کو نہیں بلکہ بیٹے کو سزاوار ہے۔ حکمت کی وہی حیثیت ہے جو علم و معرفت اور صداقت کی ہے۔ اور ان میں سے کوئی بھی کلیمنٹ کے نزدیک آفاقی قوت نہیں کہلا سکتا۔

کلمہ نہ صرف خدا کے علم و معرفت بلکہ اس کی قوت کا بھی وسیلہ ہے۔

کلمہ انسان اور خدا کے درمیان توسل اور شفاعت (MEDIATION) کا کام دیتا ہے۔ وہ نہ صرف خدا کے علم و معرفت بلکہ اس کی قوت کا بھی وسیلہ ہے۔ وہ خدا کی قوت، اس کا بازو اور اس کا عبد ہے۔ وہ خدا کی تخلیقی قوتوں کا ذریعہ (INSTRUMENT) ہے۔ بیٹا ہی خدا کی تمام فعالیت کا مرکز و محور ہے۔ وہ اس کی قوتِ ارادی ہے۔ یہاں تک تو تمام تصورات یونانی فلسفہ اور زرتشتی فکر میں ملتے ہیں جن کی بنا پر رواقیوں اور فیلو نے ایک لمبی چوڑی تعمیر قائم کر لی۔ لیکن اس کے بعد کلیمنٹ اس بنیاد پر خالص عیسوی تصورِ نجات کا نظریہ تعمیر کرتا ہے۔ بیٹا مجسم ہوا صرف اس لیے نہیں کہ لوگ اس کو دیکھ سکیں بلکہ اس لیے کہ لوگوں کی نجات کی خاطر وہ مصلوب ہو۔ لیکن کلیمنٹ کے ہاں اس چیز کی توضیح موجود ہے کہ کلمہ خدا سے علاحدہ وجود کا حامل ہے اگرچہ وہ اس سے متحد بھی ہے۔ خدا کی تنزیہی فطرت اور کلمہ کی تشبیہی حیثیت (یعنی اس کا اس کائنات میں جاری و ساری ہونا) کو سمجھانے کے لیے ان کے دو علاحدہ وجود پر زور دینا ضروری تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے لیے ان دونوں کی وحدت کو پیش کرنا بھی ویسے ہی اہم تھا۔ بیٹے کے متعلق جو کچھ صفات کلیمنٹ بیان کرتا ہے وہ سبھی بعد میں عیسائی تصوف اور اسلامی

تصوف میں مرد کامل کے تصور میں موجود ہیں ۔ اس کائنات کی تمام قوتیں مجموعی طور پر اس میں مضمر ہیں اور خود خدا بھی اس کے ذریعہ تصرف کرتا ہے۔" تمام اشیاء کا ظہور اسی سے ہوا ہے ۔ وہ تمام قوتوں کا مجموعی طور پر ایک دائرہ ہے۔ جس طرح مٹی کے بے شمار ٹکڑے ملا کر ایک گنبد بنایا جا سکتا ہے اسی طرح تمام روحانی اور مادی قوتیں جمع ہو کر بیٹے کے دائرہ میں متشکل ہوتی ہیں ۔"

یونانی فلسفہ میں دائرہ ایک مکمل شکل کا نام ہے جو وحدت اور کلیت دونوں تصورات کا حامل ہے۔ وہ مختلف چیزوں کا مجموعہ بھی ہے اور اس کے ساتھ وہ واحد بھی ہے۔ اسی بنا پر ہر اس فلسفیانہ نظام میں جو یونانی فکر سے متاثر تھا اور اسی طرح تصوف میں بھی کمال کا تصور دائرے کی مثال سے بیان کیا جاتا رہا ہے۔ عرفانی ادب میں بھی یہی تصور موجود ہے ۔ چنانچہ کلیمنٹ اس مثال کی توضیح کرتے ہوئے کہتا ہے: "اسی لیے کلمہ کو اول اور آخر کہا جاتا ہے۔ اس میں انجام آغاز بن جاتا ہے اور کسی رخنہ کے بغیر پھر وہیں آ کر ختم ہوتا ہے جہاں سے شروع ہوا تھا۔" کلمہ کے کسی حصے کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ یہ آغاز ہے کیونکہ اس سے پہلے کوئی چیز نہیں اور نہ یہ کہ یہ انجام ہے کیونکہ اس کے بعد کوئی چیز نہیں ۔ دائرہ کی حرکت میں کوئی رخنہ نہیں اور اسی طرح کلمہ کے کمال میں کوئی نقص یا کمی موجود نہیں ۔ اسی لیے کلمہ کو اول و آخر (ALPHA AND OMEGA) کہا جاتا ہے۔

نجات کا دارومدار مسیح یعنی کلمہ سے متحد ہونے پر ہے ۔ اتحاد کا یہ نظریہ قدیم مذہبی اور فلسفیانہ افکار میں عام ہے۔ انسان محسوس کرتا ہے کہ جو قوتیں اس کائنات کی تخلیق اور اس کے انتظام کی ذمہ دار ہیں ان سے یک جہتی اور ہم آہنگی اس کے نفسیاتی امن اور روحانی سکون کے لیے ضروری ہے اور اسی نفسیاتی ضرورت کے ماتحت دنیا کے مذہبی، نیم مذہبی، متصوفانہ اور فلسفیانہ افکار میں اس نظریے کو اہم جگہ دی گئی ہے۔ یونانی فلسفہ میں جب کائنات میں ایک روح یا اصل کی کارفرمائی کا تصور زرتشتی فکر کے زیر اثر پیدا ہوا تو اس کے ساتھ ہی یہ تصور اتحاد بھی ابھرا۔ رواقیوں کے ہاں یہ تصور زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ ایک نصب العینی زندگی وہ ہے جو کائنات کی قوتوں سے کلی طور پر ہم آہنگ ہو۔ فلاطینوس بھی اس نظریے کا حامی تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ روح انسانی جو اس ہستی کل سے علاحدہ رہ کر زندگی گزارتی ہے وہ نیکی، تقوے اور سعادت سے محروم رہتی ہے ۔ ہرمیسی نوشتوں اور عرفانی فرقوں سبھی میں یہ نظریہ اتحاد نمایاں نظر آتا ہے۔ اہم سوال یہ تھا کہ یہ اتحاد کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ اس میں مختلف نظریات تھے۔ کلیمنٹ کے خیال میں اس کا ایک اور صرف ایک راستہ عیسائیت اور اس کے فکری اور عملی نظام کو قبول کرنا ہے ۔

اس کے لیے پہلے مسیح سے اتحاد ضروری ہے اور اس کی پہلی شرط گناہ کی آلودگیوں سے پاک ہونا ہے۔ ظاہری رسوم اور طہارت کافی نہیں، اس کے لیے قلبی طہارت اور نفسیاتی پاکیزگی کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ولادت معنوی لازمی ہے تب کہیں جا کر اسے نفس مطمئنہ حاصل ہوتا ہے۔ اس ولادت معنوی کے بعد ہم موت و زندگی سے بالا ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس جگہ کلیمنٹ کا نظریہ عرفانی اور دیگر باطنی مذاہب کے نظریات سے مختلف ہو جاتا ہے۔ عام طور پر صوفیانہ طریقت میں اس چیز کو پیش کیا جاتا ہے کہ اس اتحاد کے لوازمات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان اس مادی دنیا اور جسمانی تقاضوں سے بالکل کنارہ کش ہو جائے ان کا خیال ہے کہ یہ دنیا اور جسم اور جسم سے متعلقہ ہر چیز شر ہے اور ولادت معنوی کے حصول میں رکاوٹ۔ کلیمنٹ کے زمانے میں عرفانیوں کا یہی نقطۂ نگاہ تھا۔ اس نے عیسائیت کے فکری ڈھانچے کو اس طرح پیش کیا کہ وہ ان سے بخوبی متمیز ہو سکے۔

اس کا خیال ہے کہ یہ دنیا اور انسانی جسم جن دونوں کی تخلیق خدا کے ہاتھوں میں ہوئی شر نہیں ہو سکتے اس دنیا میں انسان کو پیدا کیا گیا اور اس لیے خالقِ کائنات نے ان دونوں کی فطرت اس طرح بنائی کہ انسان جسم رکھتے ہوئے اس مادی دنیا میں اخلاقی اور روحانی ترقی کے منازل طے کر سکے۔ ایک صحیح عارف وہ ہے جو خدا کی عبادت ہر طرح کر سکے۔ ذہنی طور پر اس حکمت کے حصول سے جس سے وہ روحانی اور مادی اشیاء کی ماہیت جاننے کے قابل ہو جاتا ہے، اخلاقی طور پر عدالت (JUSTICE) کی صفت پیدا کر سکے جو روح انسانی کے مختلف اجزا کے درمیان اعتدال پیدا کرتی ہے اور جسمانی طور پر ہوائے نفسانی پر کنٹرول اور تقویٰ اختیار کر سکے۔

بائیبل میں جہاں کہیں نفس (FLESH) کی تحقیر کی گئی ہے وہ انسانی جسم کی مذمت نہیں بلکہ گناہ کی مذمت ہے۔ روح یقیناً جسم سے بہتر ہے لیکن وہ فطری طور پر نیک نہیں جیسا کہ جسم فطری طور پر بد نہیں۔ جسم اور روح اخلاقی حیثیت سے خیر و بد کی تمیز سے غیر جانبدار ہیں۔ ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن متضاد رجحانات نہیں رکھتے۔ ایک عارف اپنے جسم اور جسمانی خواہشات سے عشق و محبت نہیں رکھتا لیکن اس سے بے پروا اور غافل بھی نہیں ہوتا۔ عرفانیوں کا خیال تھا اور بعد میں خود عیسائی اور اسلامی تصوف میں یہ تصور عام ہو گیا کہ صحیح عارف اور مرد کامل وہ ہے جو اس دنیا، اور دنیا کے انسانوں اور جائز مطالبات سے بھی مکمل طور پر کنارہ کش ہو جائے۔ لیکن کلیمنٹ کا کہنا ہے کہ حقیقت صرف یہ ہے کہ عارف اس دنیا کو عارضی اور اس دنیا کی لذتوں کو وقتی سمجھتا ہے اور ان میں دل نہیں لگاتا لیکن ان سے کلی طور پر منقطع ہو کر

زندگی بسر کرنا ایک صحیح جادۂ عمل نہیں۔ یہ دنیا اور وہ دنیا دونوں خدا کی تخلیق ہیں اور اس حیثیت سے مساوی، اگرچہ مرد کامل کے لیے وہ دنیا اس دنیا سے زیادہ قابل ترجیح ہے۔ بنیادی مقصد خدا کی رضاجوئی ہے اور وہ اس دنیا میں بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

دوسرا تصور جو عرفانیوں اور اکثر صوفیا میں مشترک ہے یہ ہے کہ انسانی روح عالم بالا کی مکین تھی۔ اور اس عالم روحانی سے کسی اتفاق سے اس مادی دنیا میں آکر مقید و محبوس ہو کر رہ گئی اور اس لیے ہماری زندگی کا مقصد اس قید جسمانی سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے۔ کلیمنٹ کے نزدیک یہ نظریۂ حیات بالکل غلط ہے۔ اس کا خیال ہے کہ انسانی روح آسمان سے زمین پر نہیں آتی۔ یعنی ایک معصومیت کی حالت سے گناہ کی زندگی میں داخل نہیں ہوتی بلکہ اس لیے جسم کے ساتھ ملحق ہوتی ہے تاکہ انسان کو بہتر سے بہترین حالات کی طرف ارتقاء کرنے میں مدد مل سکے۔ جہالت سے علم و عرفان کی طرف کوچ کرنا، بدی سے خیر کی طرف منہ موڑنا، بے اعتنائی اور نفسانی حظوظ میں مبتلا حالت سے تقویٰ کی زندگی اختیار کرنا، زمین سے آسمان کی طرف جانا ہے۔ آسمانی صحیفوں میں ہر اس شخص کے لیے جو جہالت، نفسانی حظوظ اور بدی کو قابل ترجیح سمجھتا ہے "زمین" کہہ کر پکارا گیا ہے اور اس کے برعکس متقی اور عارف کے لیے "آسمان" کا لفظ مستعمل ہوا ہے۔ خدا شر کا خالق نہیں اور اس نے انسان کو مکمل اختیار دے رکھا ہے۔ خدا کا مطالبہ تو صرف یہ ہے کہ (بہ الفاظ استثنار ۱۰: ۱۲) تم اس کا خوف مانو اور اس کی راہوں پر چلو اور یہ مطالبہ صرف اس لیے کہ اس نے تمہیں نیکی اور بدی کے راستوں کی پہچان بتا دی اور تمہیں ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی آزادی بھی دی۔

دینی افکار کی تشریح اور ترجمانی کرنے والے کے لیے دو اور قوتوں اور تحریکوں کے خلاف آواز اٹھانی ضروری تھا ہے، ایک الحاد اور دین کی غلط تعبیر اور دوسرے حکمت و فلسفہ۔ یہ اقدام کلیمنٹ کے زمانے میں بھی ویسا ہی اہم تھا جیسا بعد میں مسلمانوں کے زمانے میں جس کی وجہ سے علم کلام عالم وجود میں آیا، یا مغربی تاریخ کے دور متوسط میں جب عیسائی علم کلام مسلمانوں کی علمی تحریکات کے زیر اثر پیدا ہوا، یا جس طرح اس جدید دور میں مشرق اور مغرب دونوں میں دینی اقدار کے حامل لوگ الحاد بے دینی اور غلط عقائد کی ترویج کرنے والوں کے خلاف صف آرا ہوتے نظر آتے ہیں۔ غلط تعبیرات کے متعلق کلیمنٹ کا نقطۂ نگاہ یہی تھا کہ عیسائیت ہی صداقت کی علمبردار ہے۔ اس کا سرمایۂ علمی اس لیے صحیح اور درست ہے کہ وہ خدا کی تعلیم کا نتیجہ ہے اور کسی انسان کی ذہنی اپج سے حاصل نہیں کیا گیا۔ اس کی

صداقت کی جانچ پڑتال کے لیے کلیمنٹ دو طریقے بھی پیش کرتا ہے ایک ذریعہ انفرادی مکاشفہ یعنی صوفیانہ جذب و تجربہ ہے ایک شخص ایک خاص قسم کے صوفیانہ سلوک سے گزر کر حقیقت مطلقہ کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کی بنا پر وہ ان حقائق کی تصدیق کرتا ہے جو مذہب عیسوی نے پیش کئے ہیں اور دوسرا ذریعہ عقل سلیم اور دلائل حقہ ہیں۔

لیکن جہاں تک فلسفیانہ افکار کا تعلق ہے کلیمنٹ ان کے نتائج کو کلی طور پر رد نہیں کرتا۔ اس کا خیال ہے کہ ان افکار میں صحیح و غلط دونوں کی آمیزش ہوسکتی ہے اور ایک عیسائی کے لیے ضروری نہیں کہ وہ ان افکار کو بالکل رد کر دے۔ اس کا خیال تھا کہ یونانی فلسفہ اپنے افکار کے لیے موسوی دین کا مرہون منت رہا ہے۔ اور اس لیے ہر صداقت جہاں کہیں بھی ہو ایک عیسائی کے لیے قابل قبول ہے۔

کلیمنٹ عقلی علوم کی اہمیت پر کافی زور دیتا ہے لیکن اس کے نزدیک نجات کے لیے ایمان اور روحانی علم ضروری ہے اور اس روحانی علم کے لیے وہ "علم" کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ انسان کی زندگی میں دو منزلیں ہیں۔ پہلی منزل میں وہ الحاد و بے دینی سے صحیح دین میں داخل ہوتا ہے اور اس کے بعد دوسری منزل میں وہ ایمان سے ترقی کر کے علم تک پہنچتا ہے، وہ علم جس کا آخری درجہ عشق ذات خداوندی ہے۔

(باقی)

حکمائے قدیم کا فلسفۂ اخلاق

مصنفہ بشیر احمد ڈار

عہد قدیم میں چین، ایران، مصر اور یونان کی تہذیبوں نے حیرت انگیز ترقی کر لی تھی اور یہاں کے مفکروں نے جو افکار و نظریات پیش کئے انہی کی بنیاد پر جدید افکار کی عظیم الشان عمارت تعمیر ہوئی ہے اور اس کتاب میں کون فیوشس، گوتم بدھ، زرتشت، مانی، سقراط، افلاطون اور ارسطو جیسے عظیم مفکروں کے اخلاقی نظریات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ قیمت چھ روپے

ملنے کا پتہ

ادارۂ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور

مطبوعاتِ بزمِ اقبال و مجلسِ ترقیِ ادب

مجلۂ اقبال سہ ماہی - مدیر: ایم - ایم شریف - بشیر احمد ڈار - سالانہ دس روپے -

صحیفہ سہ ماہی - مدیر: سید عابد علی عابد - سالانہ دس روپے

		روپے
میٹا فزکس آف پرشیا	مصنفہ علامہ اقبال	۵ — ۰ — ۰
امیج آف دی ویسٹ ان اقبال	مصنفہ مظہر الدین صدیقی	۲ — ۰ — ۰
اقبال اینڈ والنٹرزم -	مصنفہ بشیر احمد ڈار	۶ — ۰ — ۰
فکرِ اقبال -	مصنفہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم	۱۰ — ۰ — ۰
ذکرِ اقبال -	مصنفہ عبدالمجید سالک	۵ — ۰ — ۰
علامہ اقبال -	مترجمہ صوفی غلام مصطفےٰ تبسم	۱ — ۸ — ۰
شعرِ اقبال	مصنفہ سید عابد علی عابد	۷ — ۸ — ۰
اسلام اور تحریکِ تجدد مصر میں	مترجمہ عبدالمجید سالک	۵ — ۰ — ۰
غیب و شہود	مترجمہ سید نذیر نیازی	۳ — ۴ — ۰
حکمتِ قرآن	مترجمہ صوفی غلام مصطفےٰ تبسم	۱ — ۰ — ۰
جمالیاتِ قرآن کی روشنی میں	مصنفہ نصیر احمد	۴ — ۰ — ۰
فلسفۂ شریعتِ اسلام	مترجمہ ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ	۵ — ۰ — ۰
نظامِ معاشرہ اور اسلام	مترجمہ عبدالمجید سالک و عزیز	۴ — ۰ — ۰
دولتِ اقوام ۳ جلد -	مترجمہ عطاء اللہ و فخری	۳۶ — ۰ — ۰
سائنس سب کے لیے	مترجمہ آفتاب حسن	۲۰ — ۰ — ۰
فلسفۂ جدید	مترجمہ آشکار حسین	۲ — ۰ — ۰
فلسفۂ ہند و یونان	مصنفہ محمد شفیقی	۳ — ۰ — ۰
تاریخِ اقوامِ عالم	مرتبہ مرتضےٰ احمد خاں	۱۰ — ۰ — ۰

ملنے کا پتہ: سیکریٹری بزمِ اقبال و مجلسِ ترقیِ ادب - نرسنگداس گارڈن - لاہور